# فقہ اسلامی اور مستشرقین

## سلسلہ: تحریک استشراق: ایک تعارف (۷)

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر

قرآن‘ حدیث‘ سیرت اور تاریخ کے علاوہ مستشرقین نے فقہ اسلامی کو بھی اپنی تحقیقات کا موضوع بنایا ہے۔ شروع میں تو بعض فقہی کتب کے عربی سے انگریزی اور دیگر زبانوں میں تراجم کیے گیے جبکہ بعدازاں اسلامی قانون کے بارے میں مستشرقین نے اپنے نقطہ ہائے نظر بھی بیان کرنا شروع کر دیے۔

بلاشبہ مغرب میں موجود قانون کی جمیع اقسام اور صورتوں کا مصدر رومی قانون (Roman Law) ہے جبکہ مشرق میں اسلامی قانون کو ایک بنیادی ماخذ کی حیثیت حاصل رہی ہے‘ جس وجہ سے مغرب اسلامی قانون کو اپنا حریف خیال کرتا ہے۔ پس مستشرقین کی ایک جماعت نے اسلامی قانون کو خاص طور اپنی تحقیقات کا موضوع بنایا تاکہ اس کے بارے میں تشکیک وشبہات وارد کر کے اس کی اہمیت کو کم کر سکیں۔ ذیل میں ہم فقہ اسلامی پر کام کرنے والے چند ایک معروف مستشرقین کا تعارف اور ان میں بعض کے موقف کا تجزیہ پیش کر رہے ہیں۔

### ڈنکن بلیک میکڈونلڈ (Duncan Black Macdonald) ۱۸۶۳۔۱۹۴۳ء

ڈنکن میکڈونلڈ ایک امریکی مستشرق اور پروٹسٹنٹ عیسائی ہے۔ اس نے سامی زبانوں کی تعلیم گلاسگو اور برلن یونیورسٹی میں حاصل کی۔ اس کی دلچسپی مسلم الٰہیات (Muslim Theology) میں تھی جس سے اس کی توجہ ”الف لیلۃ ولیلۃ“ (One Thousand and One Nights) کی طرف ہوئی اور اس نے اس کتاب کو ایڈٹ کر کے شائع کرنا شروع کیا۔

میکڈونلڈ نے مسلم عیسائی تعلقات پر بھی کافی کچھ لکھا اور اس نے مشرق وسطیٰ میں عیسائیت کی تبلیغ کے لیے کئی ایک پروٹسٹنٹ مشنریز بھی بھیجیں۔ اس کی کتابوں میں The Religious Attitude and Life in Islam اور The Life of Al-Ghazzali اور Aspects of Islam ہیں۔ فقہ اسلامی کے حوالے سے اس کی کتاب کا نام Development of Muslim Theology, Jurisprudence and Constitutional Theory ہے‘ جو ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئی۔

اس نے انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا (Encyclopædia Britannica) کے ۱۹۱۱ء کے ایڈیشن میں امام ابوحنیفہ‘ امام احمد بن حنبل‘ امام بخاری‘ قاضی‘ مفتی اور دیوان وغیرہ کے عنوان سے کئی ایک مقالے بھی لکھے ہیں۔

## گاٹ ہیف بیگش ٹریسا (Gotthelf Bergstrasser) ۱۸۸۶۔۱۹۳۳ء

بیگش ٹریسا جرمن مستشرق اور پروٹسٹنٹ عیسائی ہے اور سامی زبانوں کے ایک ماہر کی حیثیت سے معروف ہے۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران وہ جرمنی کی طرف سے ترکی میں بطور آفیسر کام کرتا رہا اور اس دوران قسطنطنیہ یونیورسٹی (University of Constantinople) میں ایک پروفیسر کی حیثیت سے بھی خدمات سرانجام دیں۔ اس کی آخری جوائننگ ۱۹۲۶ء میں یونیورسٹی آف میونخ میں سامی زبانوں کے پروفیسر کی حیثیت سے تھی۔ ترکی میں قیام کے دوران ہی اس نے شام اور فلسطین کے سفر کے دوران عربی اور آرامی زبان سیکھی۔ وہ علی الاعلان نازی ازم کے خلاف تھا اور اس نے جرمن یہودی اسکالرز کی حفاظت کے لیے کافی اقدامات کیے۔

اس کی معروف کتابوں میں Introduction to the Semitic Languages ہے جو ۱۹۲۸ء میں شائع ہوئی۔ اس نے زبانوں کے علاوہ قرآن مجید کی تاریخ اور قراءات پر بھی بہت کام کیا ہے۔ فقہ اسلامی کی تاریخ پر اس کی دو اعتبارات سے تحقیقات ہیں جنہیں اس کے شاگرد جوزف شاخت نے اپنی ریسرچ میں مزید آگے بڑھایا ہے۔ ایک تو اس نے فقہی فکر کی خصوصیات اور امتیازات کا تعارف کروایا ہے اور دوسرا فقہ اسلامی میں تحقیق کے مناہج پر بحث کی ہے۔ یہ مباحث جرمن تحقیقی مجلے Der Islam میں ۱۹۲۵ء اور ۱۹۳۱ء میں شائع ہوئے ہیں۔

## یوزف فنز شاخت (Joseph Franz Schacht) ۱۹۰۲۔۱۹۶۹ء

جوزف فنز شاخت ایک جرمن برطانوی مستشرق ہے۔ اہلِ مغرب میں اسے فقہ اسلامی یا قانون اسلامی کا ماہر ترین اسکالر سمجھا جاتا ہے۔ وہ ایک کیتھولک فیملی میں پیدا ہوا اور ابتدائی تعلیم جرمنی ہی سے حاصل کی۔ بیگش ٹریسا کا شاگرد ہے۔ ۱۹۳۲ء میں یونیورسٹی آف کیونیس برگ (University of Königsberg) میں پروفیسر مقرر ہوا۔ ۱۹۳۴ء میں نازی ازم سے اختلاف کی وجہ سے قاہرہ آ گیا اور یہاں ایک پروفیسر کی حیثیت سے ۱۹۳۹ء تک تدریس کی۔ ۱۹۴۶ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی جوائن کی۔ اس کے بعد یونیورسٹی آف لائیڈن، نیدر لینڈ سے وابستگی اختیار کی۔ ۱۹۵۷ء میں کولمبیا یونیورسٹی، نیویارک میں تدریس شروع کی اور ۱۹۵۹ء میں یہیں علومِ اسلامیہ اور عربی زبان کا پروفیسر مقرر ہوا۔

فقہ اسلامی پر اس کی کتاب Origins of Muhammadan Jurisprudence آج بھی مغرب میں اپنے موضوع پر ایک مصدر سمجھی جاتی ہے۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۹۵۰ء میں شائع ہوئی۔ اس کے علاوہ اس موضوع پر اس کی ایک اور کتاب An Introduction to Islamic Law بھی ہے جو ۱۹۶۴ء میں شائع ہوئی۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں اس کے کئی ایک مضامین شامل ہیں۔ معروف اسکالر محمد مصطفیٰ الاعظمی نے اپنی کتاب "On Schacht's Origins of Muhammadan Jurisprudence" میں اس کے نظریات کا علمی محاکمہ کیا ہے۔

فقہ اسلامی کے بارے میں شاخت کا نقطہ نظر مغرب میں اس قدر مقبول ہوا کہ مستشرقین کی ایک بڑی جماعت نے اسے بہت زیادہ سراہا۔ ہیملٹن گب کا کہنا ہے کہ شاخت کا یہ کام کم از کم مغرب میں اسلامی قانون

اور تہذیب میں کسی بھی قسم کی مزید تحقیق کے لیے ایک مصدر بن گیا ہے۔[۱] کیولسن (N. J. Coulson) کا خیال ہے کہ شاخت نے اسلامی قانون کے بارے میں ایک ایسی تحقیق پیش کر دی ہے جس کو چیلنج کرنا ناممکن امر ہے۔[۲] شاخت کے نقطہ نظر کے بارے میں مستشرقین اس قدر متعصب ہو گئے تھے کہ جب امین المصری مرحوم نے یونیورسٹی آف لندن میں اپنے پی ایچ ڈی کے مقالہ کے لیے شاخت کی تحقیقات کا تنقیدی جائزہ لینے کا موضوع پیش کیا تو وہ نامنظور کر دیا گیا۔[۳] شاخت کے نقطہ نظر کا خلاصہ یہ ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کا نہ تو کوئی نیا قانونی نظام وضع کرنے کا پروگرام تھا' نہ ہی دین اسلام میں محمد ﷺ کے پاس کوئی قانونی حیثیت تھی اور نہ ہی وہ منبع قدرت (source of authority) تھے۔[۴]

اس کا کہنا یہ بھی ہے کہ قدیم فقہی مذاہب کی بنیاد دوسری صدی کے اوائل میں مسلم معاشرے میں سنت کے نام سے ہونے والے اعمال وافعال (living tradition) پر رکھی گئی جبکہ ان اعمال وافعال کا کسی بھی قسم کا تعلق پیغمبر اسلام ﷺ کے اقوال وافعال سے نہیں تھا۔[۵] شاخت کی ان قدیم فقہی مذاہب سے مراد اہل الرائے کا مکتبہ فکر ہے' جس کا مرکز کوفہ تھا اور اس کی سرپرستی امام ابوحنیفہؒ فرما رہے تھے۔ شاخت کے بقول اہل الرائے کے مکتبہ فکر کا مصدرِ شریعت مسلم معاشروں کا تواترِ عملی تھا اور سنت کی اصطلاح اسی تواترِ عملی کے معنی میں استعمال ہو رہی تھی۔

اس کا تیسرا نکتہ یہ ہے کہ ان قدیم فقہی مذاہب یعنی اہل الرائے وغیرہ نے ایک ایسی حزبِ اختلاف (opposition) پیدا کر دی جنہوں نے اپنا فقہی موقف ثابت کرنے کے لیے پیغمبر اسلام ﷺ کی آئینی حیثیت (legal authority) کے بارے میں بہت سی غلط تفصیلات جمع کر دیں تاکہ وہ اپنا نقطہ نظر پیغمبر اسلام ﷺ کے نام سے منوا سکیں۔[۶] اس اپوزیشن سے اس کی مراد اہل الاثر یا اہل الحدیث کا مکتبہ فکر ہے' جس کا مرکز مدینہ تھا اور اس کی سرپرستی امام مالک بن انسؒ پر ختم ہوئی۔ شاخت کے بقول اہل الرائے کا جواب دینے کے لیے اہل الحدیث کو چونکہ قرآن میں کسی قسم کی تبدیلی یا اضافہ مشکل محسوس ہوا تو انہوں نے دوسرا راستہ اختیار کرتے ہوئے پہلے تو پیغمبر اسلام کو منبع قدرت بنا ڈالا' اور آپ کی یہ قانونی حیثیت ثابت کرنے کے بعد احادیث کا ایک ذخیرہ گھڑ کر آپ ﷺ کی طرف منسوب کر دیا تاکہ وہ اپنے فقہی موقف کو اہل الرائے کی رائے سے برتر ثابت کر سکیں۔ اس طرح اہل الرائے کی مخالفت میں اہل الحدیث کی طرف سے حدیث کی آئینی حیثیت اور احادیث گھڑنے کی تحریک کا آغاز ہوا۔

اس کا چوتھا نکتہ یہ ہے کہ اہل الرائے اور اہل الحدیث کی اس مخالفت میں جب اہل الرائے نے یہ محسوس کیا کہ سنت کا جو معنی وہ مراد لے رہے ہیں یعنی تواترِ عملی وہ اہل الحدیث کی کاوشوں کی وجہ سے دب گیا ہے اور اب ایک نیا معنی وجود میں آ گیا ہے' جس کے مطابق سنت پیغمبر اسلام ﷺ کے اقوال اور افعال کا نام ہے تو اہل الرائے نے سنت کے نام سے اہل الحدیث کی اس درآمد کو روک لگانے کے لیے اپنا لائحہ عمل تبدیل کر لیا۔ چونکہ اسلامی معاشروں میں اہل الحدیث کے غلبے کی وجہ سے اہل الرائے کے لیے یہ مشکل ہو گیا تھا کہ وہ سنت کے نام سے اہل الحدیث کے جمع کردہ ذخیرۂ احادیث کا انکار کر سکیں لہٰذا اہل الرائے نے ان احادیث کی ایسی

تشریح کرنی شروع کر دی جو ان کے مکتبہ فکر کے موافق ہو۔ اس طرح اہل الرائے بھی اپنی دفاعی پوزیشن کی وجہ سے قانونی اور فقہی احادیث کے ذخیرے میں اُلجھ کر رہ گئے۔ (۷)

اس کا پانچواں نکتہ یہ ہے کہ اس باہمی لڑائی کے سبب سے دوسری صدی کے اواخر اور بالخصوص تیسری صدی میں فقہائے اسلام کی یہ عادت بن چکی تھی کہ وہ اپنی بات پیغمبر اسلام ﷺ کے منہ میں ڈال کر منواتے تھے۔ (۸)

اس کا چھٹا نکتہ یہ ہے کہ کوئی ایک بھی قانونی یا فقہی حدیث ایسی نہیں ہے جو پیغمبر اسلام ﷺ سے مروی ہو' بلکہ یہ مسلمان علماء کا کارنامہ ہے کہ انہوں نے ہزاروں قانونی اور فقہی احادیث پر مشتمل ذخیرہ وضع کر کے ایک عظیم اسلامی قانون کی بنیاد رکھی۔ (۹)

اس کا ساتواں نکتہ یہ ہے کہ جہاں تک فقہی یا قانونی احادیث کی اسناد کا تعلق ہے تو اس کی کوئی تاریخی حیثیت نہیں ہے۔ جن علماء نے اپنے مکتبہ فکر کی تائید میں احادیث وضع کی تھیں انہوں نے ان کی اسناد بھی وضع کر لی تھیں۔ (۱۰)

جہاں تک شاخت کا پہلا نکتہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کو دین اسلام میں کوئی قانونی حیثیت حاصل نہیں ہے یا ان کا مقصود امت مسلمہ کو کوئی قانونی نظام دینا نہیں ہے تو یہ قطعاً غلط مفروضہ (hypothesis) ہے۔ قرآن اس کی شدومد سے مخالفت کرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿...... وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ﴾ (الاعراف: ۱۵۷)

''......اور (اللہ کے رسول ﷺ) ان کے لیے طیبات کو حلال اور خبائث کو حرام قرار دیتے ہیں اور انہیں ان بوجھوں اور طوقوں سے نجات دلاتے ہیں جو ان پر مسلط ہیں۔''(۱۱)

اس آیت مبارکہ میں تحلیل وتحریم کی نسبت اللہ کے رسول ﷺ کی طرف کی گئی ہے۔ گویا جسے اللہ کے رسول ﷺ نے حلال قرار دیا' قرآن نے اسے حلال کہا ہے اور جسے اللہ کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا' قرآن نے اسے حرام کہا ہے۔ اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ کی یہ صفت بھی بیان ہوئی ہے کہ آپ لوگوں کی گردنوں میں پڑے ہوئے رسوم ورواج کے طوقوں سے انہیں آزادی دلاتے ہیں۔ کسی معاشرے کے رسوم ورواج بعض اوقات اس معاشرے میں قانون کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں جسے کامن لاء (common law) کہا جاتا ہے۔ تو اللہ کے رسول ﷺ نہ صرف تحلیل وتحریم کے بیان کے ذریعے امت مسلمہ کو اسلامی قانون دے رہے تھے بلکہ اس جاہلی معاشرے میں پہلے سے موجود قوانین کو بھی باطل (void) قرار دے رہے تھے۔

ایک اور جگہ قرآن مجید میں مسلمانوں سے خطاب ہے:

﴿قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ﴾ (التوبۃ: ۲۹)

''تم ان لوگوں سے جنگ کرو جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لاتے اور جسے اللہ نے یا اللہ کے رسول (ﷺ) نے حرام قرار دیا' اسے وہ حرام نہیں ٹھہراتے۔''(۱۲)

اس آیت مبارکہ میں بھی اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے حرام کردہ اشیاء کو دین اسلام میں حرام نہ سمجھنا اتنا بڑا

جرم قرار دیا گیا ہے کہ اس پر قتال کا حکم ہے۔

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ ۝۴۴﴾ (النحل)

''اور (اے نبی ﷺ!) ہم نے آپ کی طرف قرآن مجید نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کے لیے وہ چیز کھول کھول کر بیان کریں جو ان کی طرف نازل کی گئی ہے اور تاکہ وہ غور و فکر سے کام لیں۔''(۱۳)

اس آیت مبارکہ میں اللہ کے رسول ﷺ کی یہ ذمہ داری بیان کی گئی ہے کہ آپ اللہ کی کتاب کی تبیین کریں۔ قرآن کی اصطلاح میں تبیین کے معنی اصل متن کی تشریح (interpretation) اور اس پر اضافہ (addition) بھی ہے' جیسا کہ سورۃ البقرۃ کی آیات ۶۷ تا ۷۱ سے واضح ہوتا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ۝۵۹﴾ (النساء)

''اے اہل ایمان! تم اللہ کی اطاعت کرو اور اللہ کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اور اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرو۔ پس اگر تمہارا آپس میں کسی بھی مسئلے میں اختلاف ہو جائے تو اس اختلاف کو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ اس میں تمہارے لیے خیر اور انجام کے اعتبار سے بہتری ہے۔''(۱۴)

اس آیت مبارکہ میں مسلمانوں کے باہمی اختلافات (disputes) میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف رجوع کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ کی طرف رجوع سے مراد اللہ کی کتاب کی طرف رجوع ہے جبکہ اللہ کے رسول ﷺ کی طرف رجوع سے مراد ان کی ذات یا ان کی اس دنیا سے رحلت کے بعد ان کی سنت کی طرف رجوع ہے۔ اگر اللہ کے رسول ﷺ دین اسلام میں مصدرِ قانون (source of law) نہیں ہیں تو باہمی جھگڑوں کے حل میں ان کی طرف رجوع کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝۶۵﴾ (النساء)

''پس آپ کے رب کی قسم! وہ لوگ اس وقت تک مؤمن نہیں کہلائیں گے جب تک کہ وہ اپنے باہمی اختلافات میں آپ سے فیصلہ نہ کروائیں اور پھر جو فیصلہ آپ نے کیا' اس کے بارے میں اپنے دل میں بھی کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور اسے دل سے تسلیم کر لیں۔''(۱۵)

پس اللہ کے رسول ﷺ کی دین اسلام میں اس قدر واضح آئینی اور قانونی حیثیت کے انکار کو ایک متعصبانہ رویہ (prejudiced approach) تو قرار دیا جا سکتا ہے لیکن کوئی علمی سوچ (academic attitude) نہیں۔

اسی طرح شاخت اپنی تحقیق میں اس اہم نکتے کو جانتے بوجھتے نظر انداز کر رہا ہے کہ احادیث کے علاوہ قرآن مجید میں بھی تو ہر شعبہ زندگی کے بارے میں کچھ نہ کچھ قوانین بیان ہوئے ہیں۔ اگر بالفرض' شاخت کی بات مان لی جائے کہ فقہی احادیث کا ذخیرہ علماء نے وضع کیا ہے تو قرآن مجید میں اسلامی قانون سے متعلق جو آیات یا ہدایات موجود ہیں' ان کا واضع (author) کون ہے؟ اس سے شاخت کا یہ نقطہ نظر بالکل غلط ثابت ہو جاتا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنی زندگی میں اپنی امت کو کسی بھی قسم کا کوئی قانون نہیں دیا تھا۔

اسی طرح اپنے اس نقطہ نظر کو ثابت کرنے کے لیے کہ اسلام کی پہلی صدی میں اسلامی قانون نام کی کوئی چیز سرے سے موجود ہی نہیں تھی' شاخت نے یہ تک لکھ دیا کہ خلفائے راشدین کے دور میں کوئی قاضی نہیں تھا۔[16] حالانکہ خلافت راشدہ تو دور کی بات' اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے میں ہی کچھ صحابہ کو مختلف علاقوں میں قاضی اور جج مقرر کیا گیا تھا' جن میں حضرات عبداللہ بن مسعود' ابوموسیٰ اشعری' علی بن ابی طالب' عمرو بن العاص' عمرو بن حزم' عتاب بن اسید' دحیہ کلبی' حذیفہ بن یمان' معقل بن یسار' معاذ بن جبل' ابی بن کعب' عمر بن الخطاب' عقبہ بن عامر اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم شامل ہیں' جیسا کہ روایات سے معلوم ہوتا ہے۔[17]

پہلی صدی ہجری میں لکھی جانے والی قانونِ اسلامی کی کتب کی اگر ہم بات کریں تو حضرت معاذ بن جبلؓ (۱۸ھ) کے یمن میں بطور قاضی عدالتی فیصلوں کو طاؤس (۳۳۔۱۰۱ھ) نے جمع کیا ہے۔ اسی طرح حضرت زید بن ثابتؓ (م ۴۵ھ) کی وراثت کے مسائل پر کتاب موجود تھی۔ حضرت ابوہریرہؓ سے ان کے شاگرد ہمام بن منبہؒ نے صحیفہ نقل کیا ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے عبداللہ بن عقیلؒ اور ابوجعفر الباقرؒ احادیث لکھا کرتے تھے۔ اسی طرح امام شعبیؒ کی نکاح وطلاق اور دیت و وراثت پر تحریریں موجود ہیں۔[18] یہ پہلی صدی ہجری کے قاضیوں اور اسلامی قانون پر لکھی گئی کتب کی چند ایک مثالیں ہیں۔ اس حقیقت کی روشنی میں شاخت کا یہ دعویٰ کیسے درست ثابت ہو سکتا ہے کہ پہلی صدی ہجری میں قانونِ اسلامی نام کی کوئی چیز موجود نہیں تھی۔

## نورمن کولڈر (Norman Calder) ۱۹۵۰۔۱۹۹۸ء

نورمن کولڈر کی پیدائش ۱۹۵۰ء میں سکاٹ لینڈ میں ہوئی۔ اس نے جان ونزبرو (John Wansbrough) کی سرپرستی میں یونیورسٹی آف لندن سے اپنی پی ایچ ڈی مکمل کی۔ اس کے پی ایچ ڈی کے مقالے کا عنوان "The Structure of Authority in Imami Shi'i Jurisprudence" تھا۔ ۱۹۸۰ء میں یونیورسٹی آف مانچسٹر کے تحت مطالعہ مشرقِ وسطیٰ (Middle Eastern Studies) کے ڈیپارٹمنٹ کو جوائن کیا۔ ۱۹۹۸ء میں جبکہ وہ اسی یونیورسٹی میں ایک سینئر لیکچرر کے طور کام کر رہا تھا' اس کی وفات ہوگئی۔

اس کی کتابوں میں Studies in Early Muslim Jurisprudence اور Islamic Jurisprudence in the Classical Era اور Interpretation and Jurisprudence in Medieval Islam شامل ہیں۔ پہلی کتاب میں اس نے فقہ اسلامی کے مصادر اور تدوین کی بحث کی ہے۔ یہ کتاب آکسفورڈ یونیورسٹی پریس سے ۱۹۹۳ء میں شائع ہوئی ہے۔ دوسری کتاب نورمن کے چار مضامین پر مشتمل

ہے جنہیں اس کی وفات کے بعد کولن امبا (Colin Imber) نے ۲۰۱۴ء میں ایڈٹ کر کے شائع کیا ہے۔ یہ مضامین دسویں سے چودھویں صدی عیسوی کے مابین تیار ہونے والے فقہی لٹریچر کا تجزیاتی مطالعہ ہے۔ تیسری کتاب اس کے ۲۱ مضامین پر مشتمل ہے جنہیں اس کی وفات کے بعد ۲۰۰۶ء میں جاوید مجددی (Jawid Mojaddedi) اور اینڈریو رپین (Andrew Rippin) نے ایڈٹ کر کے شائع کیا ہے۔

فقہ اسلامی کی تاریخ پر نومسلم اسکالر ڈاکٹر ابوامینہ بلال فلپس (Dennis Bradley Philips) کی کتاب The Evolution of Fiqh ایک اچھی کتاب ہے۔ بلال فلپس عیسائیت سے اسلام کی طرف آئے ہیں۔ انہوں نے ایم اے کی ڈگری شاہ سعود یونیورسٹی' ریاض اور پی ایچ ڈی یونیورسٹی آف ویلز' برطانیہ سے کی ہے۔ ۲۰۰۷ء سے اسلامک آن لائن یونیورسٹی کے چانسلر ہیں جس میں بعض کورسز بالکل مفت کروائے جاتے ہیں۔ [۱۹]

ڈاکٹر محمد الدسوقی کی بھی عربی زبان میں ایک مختصر تحریر 'الاستشراق و الفقه الإسلامي' کے نام سے موجود ہے' جس میں انہوں نے فقہ اسلامی پر مستشرقین کے اعتراضات کا جواب دیا ہے۔ ڈاکٹر عجیل جاسم النشمی نے بھی اپنی کتاب 'المستشرقون ومصادر التشريع الإسلامي' میں فقہ اور اصولِ فقہ پر مستشرقین کے اعتراضات کا مفصل جواب دیا ہے۔

## مستشرقین کے انسائیکلوپیڈیاز

### انسائیکلوپیڈیا آف اسلام (Encyclopaedia of Islam)

انسائیکلوپیڈیا کو اردو زبان میں دائرۃ المعارف اور عربی میں موسوعۃ کہتے ہیں۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام (Encyclopaedia of Islam) ایک ایسا دائرۃ المعارف ہے کہ جس میں اسلامی شخصیات' قبائل' ممالک' حکومتوں' علاقوں' شہروں' کلچر' ثقافت' تمدن' سیاسی اور مذہبی اداروں کے بارے میں اہلِ مغرب کے نقطہ نظر کو بیان کرنے والے تحقیقی مضامین شائع کیے گئے ہیں۔

اس کا پہلا ایڈیشن The Encyclopædia of Islam: A Dictionary of the Geography, Ethnography and Biography of the Muhammadan Peoples کے نام سے ۱۹۱۳ء سے ۱۹۳۸ء کے مابین تقریباً ۲۵ سال میں شائع ہوا۔ اسے لائیڈن یونیورسٹی کے تعاون سے ڈچ پبلشنگ کمپنی برل (Brill) نے شائع کیا۔ یہ ایڈیشن چار جلدوں (volumes) پر مشتمل تھا۔ بعد ازاں اس کے پانچ ضمیمہ جات (supplements) بھی شائع ہوئے اور اس طرح یہ کل ملا کر ۹ جلدیں بن گئیں۔ یہ ایڈیشن انگریزی کے علاوہ فرانسیسی اور جرمن زبانوں میں بھی شائع کیا گیا۔ بعد ازاں اس کا ایک مختصر ایڈیشن ۱۹۵۳ء میں Shorter Encyclopāedia of Islam کے نام سے لائیڈن ہی سے شائع ہوا۔ اس مختصر ایڈیشن کو بنیاد بنا کر اس انسائیکلوپیڈیا کا عربی' ترکی اور اردو زبانوں میں ترجمہ بھی کیا گیا۔ اردو ایڈیشن 'مختصر اردو دائرہ معارف اسلامیہ' کے نام سے پنجاب یونیورسٹی نے ۱۹۵۹ء سے ۱۹۹۳ء کے مابین شائع کیا۔

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۵۴ء سے ۲۰۰۵ء کے مابین تقریباً ۵۱ سالوں میں شائع

ہوا۔ اس ایڈیشن کو بھی برل (Brill) ہی نے انگریزی اور فرانسیسی دو زبانوں میں شائع کیا ہے۔ یہ ۱۲ جلدوں میں ہے جن میں سے ایک جلد تکملہ (supplement) ہے۔

اس کے تیسرے ایڈیشن کی اشاعت ۲۰۰۷ء میں شروع ہوئی ہے اور اسے بھی برل (Brill) ہی شائع کر رہی ہے۔ انسائیکلوپیڈیا کے جملہ ایڈیشن آن لائن بھی موجود ہیں لیکن مکمل رسائی کے لیے کچھ رقم مقرر کی گئی ہے۔

مستشرقین کا یہ انسائیکلوپیڈیا مغرب کے علاوہ مشرق میں بھی ایک مصدر بن چکا ہے۔ اسلام کے بارے میں کسی بھی قسم کی معلومات حاصل کرنے کے لیے یہ انسائیکلوپیڈیا ہمارے ہاں انگریزی پڑھے لکھے طبقے کا ایک فوری ریفرنس ہے۔ اس انسائیکلوپیڈیا کی ایڈیٹنگ میں وینزنک‘ شاخت‘ گب‘ جان برٹن‘ کریمر اور برنارڈ لیوس جیسے مخالفین اسلام مستشرقین کا خاصا اہم کردار رہا ہے‘ جن کے نظریات کے بارے میں ہم کسی قدر گفتگو سابقہ صفحات میں کر چکے ہیں۔ اسی طرح اس انسائیکلوپیڈیا کے معروف لکھاریوں میں نکلسن‘ مارگولیتھ‘ گولڈ زیہر‘ مکڈونلڈ‘ آربری‘ بروکلمان وغیرہ جیسے متعصب مستشرقین بھی شامل ہیں۔

قرآن حکیم کے موضوع پر جو تحقیقی مضمون اس انسائیکلوپیڈیا میں شامل ہے‘ اس میں یہ بات درج ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ پر شروع شروع میں جو وحی نازل ہوئی‘ جیسا کہ سورۃ الشمس‘ سورۃ القارعۃ‘ سورۃ التکاثر اور سورۃ العصر کی مثالیں ہیں‘ اس میں صرف مضامین کا بیان ہے جبکہ متکلم غائب ہے۔[۲۰] یعنی خدا نے ان شروع کی سورتوں میں اپنا تعارف نہیں کروایا ہے اور مقالہ نگار اس شبہے سے اپنے اس اعتراض کو تقویت دینا چاہتا ہے کہ قرآن مجید پیغمبر اسلام ﷺ کی داخلی کیفیت کا اظہار تھا۔

مقالہ نگار کا کہنا یہ ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ اپنی زندگی ہی میں حالات کے تقاضوں کے مطابق قرآن مجید کی ایڈیٹنگ کرتے رہتے تھے۔[۲۱] مقالہ نگار نے نولڈکے‘ شوالی‘ آرتھر جیفری اور جان برٹن جیسے متعصب مستشرقین کی تحقیقات کو بنیاد بنا کر قرآن مجید کی تاریخ‘ جمع وتدوین‘ مصاحف صحابہ اور قراءات کے نام سے اللہ کی کتاب کے بارے میں خوب شکوک وشبہات پیدا کیے ہیں۔ اسی طرح محمد ﷺ کے نام سے اس انسائیکلوپیڈیا کے مقالہ نگار کا دعویٰ یہ ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نبوت سے پہلے‘ معاذ اللہ! بتوں کی عبادت کرتے تھے اور شروع شروع میں پیغمبر اسلام ﷺ پر جو سورتیں نازل ہوئیں‘ وہ محفوظ نہ رہ سکیں۔[۲۲]

ڈاکٹر ابراہیم عوض نے اس انسائیکلوپیڈیا پر ’دائرة المعارف الإسلامية الاستشراقية: أضاليل وأباطيل‘ کے نام سے ایک کتاب مرتب کی ہے‘ جس میں اس انسائیکلوپیڈیا میں اسلام‘ قرآن‘ حدیث‘ اسلامی قانون اور اسلامی تاریخ وغیرہ کے بارے میں پائی جانے والے تعصب اور جھوٹ کی نشان دہی کی گئی ہے۔

اس کے باوجود دو باتوں کی اشد ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ ایک تو علوم اسلامیہ میں ایم فل کے لیول پر اس انسائیکلوپیڈیا کے مختلف موضوعات پر طلبہ سے علمی مقالے لکھوائے جائیں جبکہ پی ایچ ڈی کے لیول پر مختلف موضوعات پر تحقیق کروا کے اہل اسلام کے نقطۂ نظر سے انگریزی‘ فرانسیسی اور جرمن زبانوں میں اسلامی انسائیکلوپیڈیا تیار کروایا جائے۔

اس میں یہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ پاکستان کی جملہ یونیورسٹیوں کے اسلامیات کے شعبہ جات ہائر ایجوکیشن

کمیشن (HEC) کی رہنمائی میں باہم مل کر ایک ریسرچ کمیٹی بنائیں اور پھر اس کمیٹی کے تحت پروفیسر حضرات کو اس انسائیکلوپیڈیا کے لیے مقالہ جات لکھنے کا کام دیا جائے اور ان کی اس ریسرچ کو ایچ ای سی تسلیم کرے تو پاکستان میں یونیورسٹی لیول پر اسلامیات کے شعبے میں ہونے والی تحقیق کو ایک بامقصد رخ دیا جاسکتا ہے۔

## انسائیکلوپیڈیا آف قرآن (Encyclopaedia of the Qur'an [EQ])

یہ انسائیکلوپیڈیا ۵ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اسے بھی برل پبلشرز نے ہی ۲۰۰۱ء سے ۲۰۰۶ء کے مابین لائیڈن سے شائع کیا ہے۔ اس کی ایڈیٹر' جین ڈامن مکولف (Jane Dammen McAuliffe) کا کہنا ہے کہ اس پراجیکٹ کو مکمل ہونے میں ۱۳ سال لگے ہیں۔ اس کا آغاز ۱۹۹۳ء میں ہوا اور تکمیل ۲۰۰۶ء میں ہوئی۔

اس انسائیکلوپیڈیا کے مقالہ نگاروں کی تعداد ۲۷۸ ہے' جن میں سے تقریباً ۲۰ فی صد مسلمان ہیں اور ان میں سے بھی اکثر متجددین ہیں۔ یہ انسائیکلوپیڈیا بھی قرآن مجید کے بارے میں غلط فہمیوں سے بھرا پڑا ہے۔ اِس انسائیکلوپیڈیا کے تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ کے لیے مظفر اقبال صاحب کا ایک کافی مفید ریسرچ آرٹیکل The Quran, Orientalism, and the Encyclopaedia of the Quran کے نام سے ریسرچ جرنل Journal of Quranic Research and Studies (Vol3, Issue5, 2008) میں شائع ہوا ہے۔

## انسائیکلوپیڈیا اسلامیکا (Encyclopaedia Islamica)

یہ شیعہ اسلام اور ایران کے مطالعہ کے بارے میں ایک ضخیم انسائیکلوپیڈیا ہے' جسے برل' لائیڈن شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ یہ انسائیکلوپیڈیا ۱۶ جلدوں میں شائع ہونا ہے جبکہ اب تک اس کی ۳ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ یہ دراصل ایرانی انسائیکلوپیڈیا' دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی' کے منتخب مضامین کا ترجمہ ہے جو ایران سے ۳۵ جلدوں میں شائع ہونے والا ہے۔

## انسائیکلوپیڈیا آف اسلام اینڈ مسلم ورلڈ

Encyclopedia Of Islam and The Muslim World میں پچھلی چودہ صدیوں سے اسلامی کلچر' تاریخ' سیاست اور مذہب پر بحث کی گئی ہے' جبکہ ماضی کے مقابلے میں حالیہ اسلامی دنیا کو نسبتاً زیادہ موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔ ۲۰۰۳ء میں امریکہ سے شائع ہوا ہے' دو جلدوں میں ہے اور ۱۰۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ مضامین کافی اختصار سے بیان کیے گئے ہیں۔

## انسائیکلوپیڈیا ایرانیکا

Encyclopedia Iranica ایران' مشرقِ وسطیٰ' وسط ایشیا اور برصغیر کی تہذیب اور تاریخ کے مطالعہ پر مشتمل کولمبیا یونیورسٹی' امریکہ کا ایک تحقیقی منصوبہ ہے۔ یہ منصوبہ ۱۹۷۳ء میں شروع کیا گیا اور ۲۰۱۲ء تک اس کی ۱۶ جلدیں شائع ہو چکی ہیں' جبکہ ابھی تک یہ الفبائی ترتیب (alphabetically order) میں "K" تک پہنچا ہے۔ اس انسائیکلوپیڈیا تک آن لائن فری رسائی موجود ہے۔

## پرنسٹن انسائیکلوپیڈیا آف اسلامک پولیٹیکل تھاٹ

The Princeton Encyclopedia of Islamic Political Thought کے نام سے یہ دائرۃ المعارف پرنسٹن یونیورسٹی امریکہ نے شائع کیا ہے۔ ۷۰۴ صفحات پر مشتمل یہ انسائیکلوپیڈیا نومبر ۲۰۱۲ء میں شائع ہوا ہے اور اس کا موضوع اسلام اور مسلمانوں کے سیاسی تصورات ہیں۔

## انسائیکلوپیڈیا آف اسلامک سولائیزیشن اینڈ ریلیجن

Encyclopedia of Islamic Civilisation and Religion کے نام سے یہ انسائیکلوپیڈیا راٹلج (Routledge) نے شائع کیا ہے۔ ۸۷۲ صفحات پر مشتمل ہے اور ۲۰۰۷ء میں شائع ہوا ہے اور اس کا موضوع اسلامی تہذیب وتمدن ہے۔

## آکسفورڈ انسائیکلوپیڈیا آف اسلامک ورلڈ

آکسفورڈ یونیورسٹی پریس نے ۱۹۹۵ء میں ایک دائرۃ المعارف The Oxford Encyclopedia of the Modern Islamic World کے نام سے شائع کیا تھا' جس میں حالیہ اسلامی دنیا کے بارے میں معلومات کو جمع کیا گیا تھا۔ یہ انسائیکلوپیڈیا بعدازاں ۲۰۰۱ء میں ۴ جلدوں میں دوبارہ شائع ہوا۔ اس کا ایڈیٹر جان اسپوزیٹو (John L. Esposito) تھا۔ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس نے اسی موضوع کو توسیع دیتے ہوئے ۶ جلدوں میں جان اسپوزیٹو ہی کی ادارت میں The Oxford Encyclopedia of the Islamic World کے نام سے شائع کیا ہے۔ یہ اشاعت ۲۰۰۹ء میں ہوئی ہے۔ اس میں اسلامی عقائد' قانون' تاریخ' شخصیات' سلطنتوں اور اداروں کا ذکر ہے۔ معاصر موضوعات میں سے ۹/۱۱' بے نظیر بھٹو' خودکش دھماکے' طالبان' طالبانائیزیشن اور حماس وغیرہ کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

## آکسفورڈ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام اینڈ پالیٹکس

حال ہی میں مارچ ۲۰۱۴ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی پریس نے The Oxford Encyclopedia of Islam and Politics کے نام سے ایک انسائیکلوپیڈیا شائع کیا ہے۔ یہ دو جلدوں اور ۱۴۵۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس انسائیکلوپیڈیا میں اسلام اور مسلم دنیا کے سیاسی تصورات کو موضوع بحث بنایا گیا ہے اور اس میں بھی زیادہ تر مواد انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی کے سیاسی تصورات کے بارے میں ہے۔ اس انسائیکلوپیڈیا کے لیے انسائیکلوپیڈیا آف اسلامک ورلڈ کو بنیاد بنایا گیا ہے۔

## آکسفورڈ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام اینڈ ویمن

دائرۃ المعارف The Oxford Encyclopedia of Islam and Women کو حال ہی میں اکتوبر ۲۰۱۳ء میں شائع کیا گیا ہے اور اس کی بنیاد انسائیکلوپیڈیا آف اسلامک ورلڈ کو بنایا گیا ہے۔ یہ دائرۃ المعارف دو جلدوں اور ۱۴۲۸ صفحات پر مشتمل ہے جس میں مطالعہ جنس اور مذہب (gender and religion study) کو بنیاد بنایا گیا ہے۔

## مصادر و مراجع

1- It will become the foundation for all future study of Islamic Civilization and law, at least in the West. (Al-A'zami, Muhammad Mustafa, On Schacht's Origins of Muhammadan Jurisprudence, Suhail Academy, Lahore, 2004, p. 1)
2- Schacht has formulated a thesis of the origins of Sharia law which is irrefutable in its broad essentials. (Ibid.)
3- Ibid.
4- Law as such fell outside the sphere of religion. The Prophet did not aim to create a new system of jurisprudence. His authority was not legal. As far as believers were concerned, he derived his authority from the truth of his religious message; skeptics supported him for political reasons.
5- The ancient schools of law, which are still the major recognized schools today, were born in the early decades of the second century AH By sunna they originally understood the "living tradition" (ai-'amr al-mu/tama'alaih), that is, the ideal practices of the community expressed in the accepted doctrine of the school of law. This early concept of sunna, which was not related to the sayings and deeds of the Prophet, formed the basis of the legal theory of these schools.
6- These ancient schools of law gave birth to an opposition party, religiously inspired, that falsely produced detailed information about the Prophet in order to establish a source of authority for its vie ws on j urisprude nee .
7- The ancient schools of law tried to resist these factions, but when they saw tiiat the alleged traditions from the Prophet were being imposed more and more on the early concept of surma, they concluded that "the best they could do was to minimize their import by interpretation, and to embody their own attitude and doctrines in other alleged traditions from the Prophet" that is, they joined in the deception.
8- As a result, during the second and third centuries All it became the habit of scholars to project their own statements into the mouth of the Prophet.
9- Hardly any legal tradition from the Prophet can, therefore, be considered authentic.
10- The system of isnad ("chain of transmitters"), used for the authentication of hadith documents, has no historical value. It was invented by those scholars who were falsely attributing their own doctrines back to earlier authorities; as such, it is useful only as a means for dating forgeries.
11- And makes lawful for them the good things and prohibits for them the evil and relieves them of their burden and the shackles which were upon them. (7: 157)
12- Fight those who do not believe in Allah or in the Last Day and who do not consider unlawful what Allah and His Messenger have made unlawful (9: 29)
13- And We revealed to you the message that you may make clear to the people what was sent down to them and that they might give thought. (16: 44)
14- O ye who believe! Obey Allah, and obey the Messenger, and those charged

with authority among you. If ye differ in anything among yourselves, refer it to Allah and His Messenger, if ye do believe in Allah and the Last Day: That is best, and most suitable for final determination. (4: 59)

15- But no, by your Lord, they will not [truly] believe until they make you, [O Muhammad], judge concerning that over which they dispute among themselves and then find within themselves no discomfort from what you have judged and submit in [full, willing] submission.(4: 65)

16- The first Caliphs did not appoint Kadis. (Schacht Joseph, An Introduction to Islamic Law, Oxford University Press, UK, 1982, p. 16)

17- On Schacht's Origins of Muhammadan Jurisprudence: 21

18- Ibid., p. 24-25.

19- http://www.islamiconlineuniversity.com (Islamic Online University has two sections namely, Diploma and Bachelor of Arts in Islamic Studies (BAIS) degree program. Diploma is completely free while for BAIS there is a fixed registration fee for each semester which is calculated on a sliding scale (from $40 to $120) depending on the student's country of residence.)
This book will be found to confirm Gold-ziher's results.( p. 4)

۲۰۔ هوتسما وآخرون' موجز دائرة المعارف الإسلامية' تعريب من الإنكليزية إبراهيم زكي وآخرون' مركز الشارقه للإبداع الفكري' الإمارات العربية المتحدة' ۱۹۹۸ء' ص۸۱٦۷۔

۲۱۔ أيضاً: ص ۸۱٦۸۔

۲۲۔ أيضاً: ص۹۱۱۵۔۱۹۱٦۔ ❁❁❁

---

## بقیہ: کتنی سرعت سے بدلتا ہے مزاجِ روزگار

قبل ازیں جامعہ ازھر کے پاس اپنی وقفیہ املاک (ٹرسٹ کی ملکیت) ہوا کرتی تھیں' جس کی آمدن سے جامعہ کے مصارف پورے کیے جاتے تھے۔ جمال عبدالناصر نے یہ ساری املاک سرکاری تحویل میں لے کر جامعہ کو سرکاری گرانٹ کا محتاج بنا دیا اور اس کے اعلیٰ مناصب کو درباری عہدوں میں تبدیل کر دیا۔ اس فسادِ عظیم کا یہ نتیجہ ہے کہ آج کے حالات اور تقریباً ایک صدی قبل کے حالات میں زمین و آسمان کا فرق واقع ہو گیا ہے۔ کہاں یہ کیفیت کہ مفتی اعظم مصر' شیخ الازھر اور **ھیئۃ کبار العلماء** سب متفقہ طور پر ایسے شخص کو گمراہ اور غیر معتبر قرار دے رہے ہیں جو اسلام اور سیاست میں دوری اور جدائی کی بات کرتا ہے' جبکہ آج وہ دور نامسعود آ پہنچا ہے کہ شیخ الازھر شیخ احمد طیب اور مفتی دیارِ مصر شیخ علی الجمعہ الاخوان المسلمون' جو **دین و دولۃ** یعنی مذہب و سیاست کی یکجائی کے حامی ہیں' کو خوارج قرار دے رہے ہیں اور اُن کی برحق حکومت اور صدر مرسی کے خلاف غاصب و ظالم فوج کے ہمنوا اور کاسہ لیس بنے ہوئے ہیں۔ مزید ستم ظریفی دیکھئے کہ ایک حق گو عالم' مایہ ناز فقیہہ اور درجۂ اجتہاد کے حامل شخص شیخ یوسف القرضاوی کو اس ظالمانہ' دین دشمن اور طاغوتی موقف سے اعلانِ براءت کرنے کے لیے مصری **ھیئۃ کبار العلماء** کی رکنیت سے مستعفی ہونا پڑا! سوچئے کہ

کتنی سرعت سے بدلتا ہے مزاجِ روزگار......!!